بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# شہیدہ طیبہ واعظی

پیشکش

ادارۂ فاطمی(ص) جعفر آباد جلالپور امبیڈکرنگر

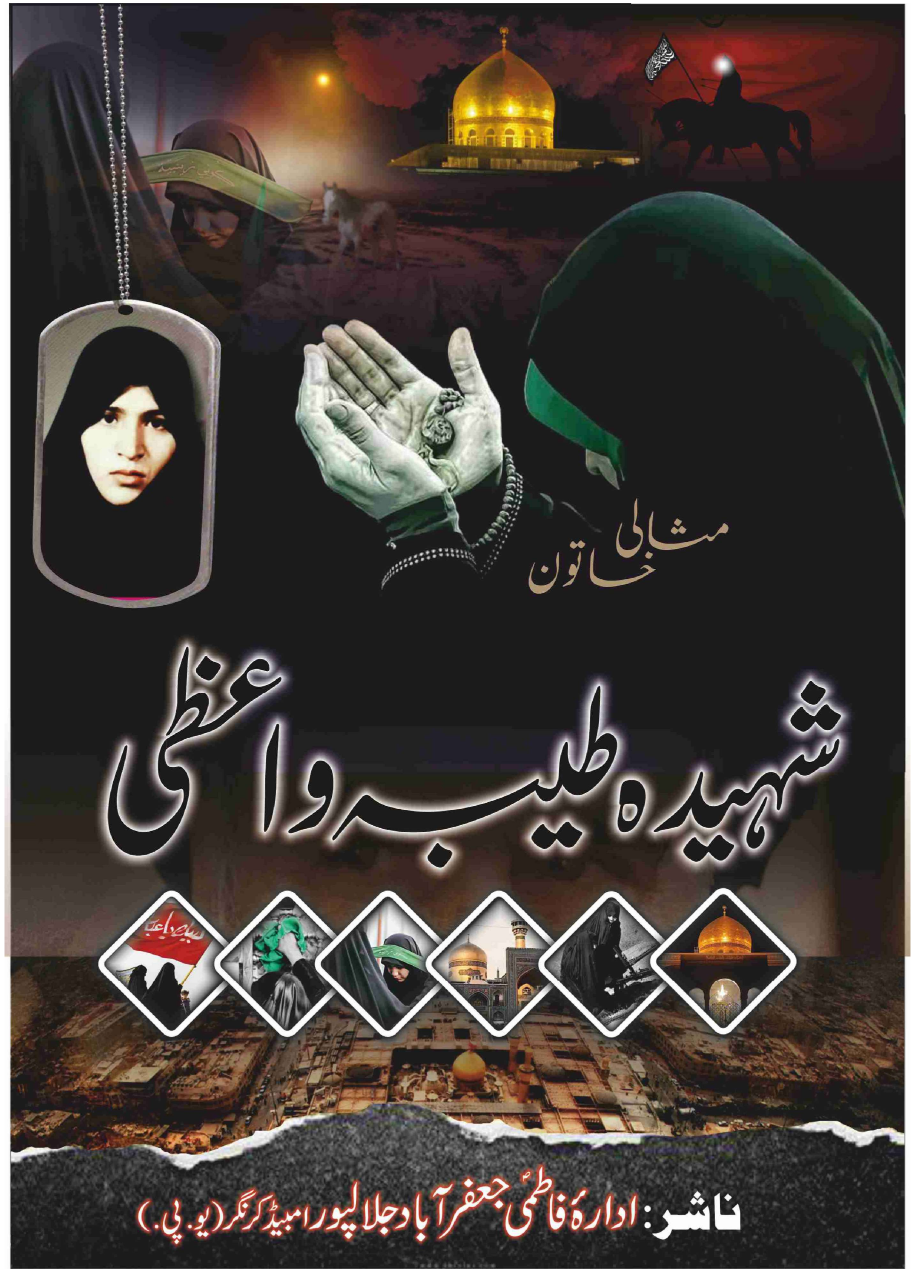

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: شہیدہ طیبہ واعظی

مترجم: قمر فاطمہ نقوی

تاریخ: ۲۰/رجب المرجب ۱۴۴۲ھ-۵/مارچ ۲۰۲۱ء

ناشر: ادارۂ فاطمی (ص) جعفر آباد جلالپورا مبیڈکر نگر (یو. پی.)



# انتساب

احتجاج وغیرتِ دین، نائبۃ الزہرا بنت رسول ص،

زینت اسداللہ، شفیقۂ حسن مجتبیٰعؑ، خامس آل عبا سیدالشہداءؑ کی شریک کار،

اسرار امامت کی امین، امام سجادؑ کی کفیل،

عقیلۂ بنی ہاشم، عالمۂ غیر معلّمہ، فہیمۂ غیر مفہمہ،

فاتح جنگ سرد، پاسبان حرم،

مادر شہدائے مدافعان حرم، حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور انکی بھتیجی

رقیہ بنت الحسینؑ کے نام!

# عرض ناشر

تاریخ اسلام میں ہمیں بے شمار ایسی خواتین کا تذکرہ ملتا ہے. جنہوں نے بے شمار قربانیاں پیش کیں، مگر اسلام پر آنچ نہ آنے دی. صدر اسلام سے قبل بھی جب آنحضرت کی جانب سے تبلیغ کی جارہی تھی. ایسی خواتین کا تذکرہ موجود ہے. جنہوں نے اسلام کی کامیابی کی راہ ہموار کی اور اس راہ میں سختیاں اور تکالیف جھیلیں. اس کے بعد سے یہ سلسلہ چلتا رہا مگر...

واقعہ عاشورہ میں خواتین نے اپنے کردار سے اسلام کا سر بلند کردیا اور آج انہیں دلیر خواتین کو دنیا میں بے مثال خواتین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔عاشورہ کی ان بہادر خواتین کی پیروی میں ایرانی خواتین نے اسوقت مثالی عورتوں کا لقب پایا۔ جب امام خمینی رحمتہ اللہ علیہ کی قیادت میں آنے والے اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کرنے کے لیئے عورت کا میدان میں آنا ضروری سمجھا گیا۔

یہ بہادر اور پرعزم خواتین؛ مردوں کے شانہ بشانہ، ہر میدان میں حاضر اور اسلامی انقلاب کی راہ میں طرح طرح کی سختیاں اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔اور اسلامی انقلاب اور اسکی اقدار کو پوری دنیا میں روشناس کرادیا۔

ان میں صرف عمر رسیدہ خواتین ہی نہیں تھیں بلکہ! جوان لڑکیاں بھی شامل تھیں۔ یہ کم سن لڑکیاں! اتنے مضبوط عقیدے اور ایمان کی مالک تھیں۔ کہ انتہائی بدترین ایذاؤں کے باوجود اسلامی



قدروں پر آنچ نہ آنے دی۔

اور اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد، دوران جنگ بھی ان خواتین نے ایثار وقربانی کی ایک نئی مثال قائم کی۔ وہ قربانیاں دیتی رہیں مگر اسلام وانقلاب کی حمایت ترک نہ کی۔ ہمارا اسلام ہو ان دلیر اور بہادر خواتین پر جو عمل میں زینبی کردار ادا کرگئیں۔اور لائق تحسین و درود وسلام ہیں وہ خواتین بھی جو دنیا کے مختلف گوشوں میں قربانیاں دے رہی ہیں مگر اسلام کا دامن مضبوطی سے تھاما ہوا ہے۔

یقیناً یہی خواتین زینبی کہلانے کی حق دار ہیں۔

یہ عاشقانِ خدا و معشوقانِ خدا جو ایک خاص قوم و سرزمین سے بالاتر ہیں اور چونکہ یہ لوگ خالص اسلام ناب محمدی کے تربیت یافتہ ہیں لہٰذا ہر مسلمان کے لئے، چاہے وہ کسی بھی زبان وقوم سے وابستہ ہوں ایک نمونہ اور آئیڈیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔اس قسم کے تابناک چہروں کو پہچاننے کا ایک طریقہ ان کی زندگی کے ایسے مختلف حالات و واقعات کا مطالعہ کرنا ہے جن سے انکے بلند افکار، دینی بصیرت اور سماجی کردار کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

ہمیں بہت فخر ہے کہ ہم ایسے چند ایک مکتب سید الشہداء، پروردۂ امامِ راحلؒ کی حالاتِ زندگی پر مبنی اردو لٹریچر پیش کررہے ہیں جنھوں نے اسلامی انقلاب کی کامیابی و اسکی جڑوں کو مضبوط کرنے میں اہم کردار نبھایا ہے اور اپنے زمانے کے طاغوت سے برسرِ پیکار رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ مسلمان جوان، ان عظیم ہستیوں کو اپنا آئیڈل قرار دے کر اسلامی سرحدوں کے اندر، اسلامی فکر کی تقویت اور مذہبی اقدار کی بالادستی کے لئے کوشاں رہیں گے۔

اس مجموعے میں چند دوستوں نے تعاون دیا ہے، ہم ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ادارۂ ھذا نے اس کتاب کے موضوعات کو ایرانی ودیگر ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کیا ہے۔ کتاب کو

عوام کے پسندیدہ خط،فونٹ اور خوبصورت انداز میں پیش کیا جارہا ہے۔اللہ تعالیٰ نیٹ پر اپلوڈ کرنے والوں کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے۔خدا سے دعا ہے کہ خدمت کی توفیق کرامت فرمائے

امید ہے کہ آپ ادارۂ ھذا کی اس کوشش کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔اور جو غلطیاں اس میں رہ گئیں ہیں اس کو معاف فرمائیں گے۔

والسلام

ادارۂ فاطمی سلام اللہ علیہا جعفر آباد جلالپورا مبیڈکر نگر



# امام خمینی علیہ الرحمۃ

مستقبل میں کچھ لوگ جان بوجھ کر یا نا سمجھی میں عوام میں یہ موضوع اٹھا سکتے ہیں کہ اتنی قربانیوں کا کیا نتیجہ نکلا!؟

انہیں یقیناً عوالم غیب اور فلسفۂ شہادت کا کوئی علم نہیں ہوگا، وہ نہیں جانتے ہوں گے کہ جو شخص محض خوشنودی خدا کی خاطر محاذ جنگ پر جاتا اور علوم کی تشتری میں سر رکھے حاضر ہوتا ہے،

گذر زمان نہ تو اس کی بقاء اور جاودانی پر اثر انداز ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے بلند مرتبہ میں کسی طرح

کی کوئی کمی آتی ہے۔

ہمیں شہداء کی قدر و منزلت اور ان کے قائم کردہ نقوش کے مکمل ادراک کے لئے ایک طولانی سفر کرنا ہوگا اور گذر زمان کے ساتھ انقلاب کی تاریخ اور مستقبل کی خاک چھاننا ہوگی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خون شہداء وانقلاب اور اسلام کا زندگی بیمہ ہے۔

خوان شہداء نے رہتی دنیا تک کے انسانوں کو استقامت اور پائداری کی کا درس دیا ہے اور خدا جانتا ہے کہ راہ شہادت کبھی مسدود ہونے والا نہیں ہے۔

مستقبل کی اقوام شہداء کے نقش قدم پر چلیں گی، ان کی پاک تربتیں قیامت تک دردمندوں اور عاشقان وعارفان الٰہی کی زیارت گاہ راور حریت وآزادی کے ودلداروں کے لئے دارالشفاء رہیں گی۔

# شہیدہ طیبہ واعظی

(ساواک کے خوفناک قلعے میں انقلابیوں پر کیا گزری)

شہیدہ طیبہ واعظی نے ۱۹۵۹ء میں اصفہان کے گاؤں میں مذہبی گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔طیبہ واعظی کے گھر والے انتہائی مفلسی کا دور گزار رہے تھے۔یہی وجہ تھی کہ طیبہ بہت جلد ہی غریب لوگوں کے دردوغم سے آشنا ہوگئی طیبہ جب سات سال کی ہوئی تو والد نے گھر میں طیبہ کے لیے قرآن کی تعلیم شروع کی۔اس طرح طیبہ بچپن سے ہی دین وقرآن سے مکمل آشنائی حاصل کر چکی تھی۔ تیرہ سال کی عمر میں طیبہ کی شادی اس کے خالہ زاد سے کر دی گئی۔طیبہ کا شوہر ابراہیم ایک مذہبی لڑکا تھا۔

ابراہیم شاہ کی حکومت کے خلاف ہونے والی سیاسی سرگرمیوں میں بھی شامل تھا۔اور مکمل مجاہدانہ زندگی گزار رہا تھا۔یہیں سے طیبہ کی زندگی کے راستے کا بھی تعین ہوگیا۔طیبہ کے شوہر نے جب دیکھا کہ طیبہ مجاہدانہ زندگی گزارنے اور انقلابی کاروائیوں میں شرکت کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے تو طیبہ کو اپنے سیاسی گروپ مہدویون میں شامل کرلیا۔ایران کے بادشاہ رضا خان کے خلاف ہونے والی جدوجہد کی وجہ سے شاہ کی خفیہ تنظیم ساواک نے ان کی نگرانی شروع کردی تھی اسی وجہ سے



۱۹۷۶ء میں طیبہ اپنے شوہر کے ساتھ خفیہ زندگی گزارنے پر مجبور ہوگئی مگر انقلابی کاروائیوں میں اسی طرح شامل رہی۔تبریز کے ایک دور افتادہ جگہ پر انہوں نے چھوٹا سا گھر کرایہ پر لیا اور وہاں رہنے لگے۔طیبہ اور اس کے شوہر ابراہیم کے درمیان یہ طے پایا کہ اگر کسی وقت ابراہیم مقررہ وقت پر گھر نہ پہنچ پائے تو طیبہ تمام اہم دستاویزات جن میں امام خمینی رحمتہ اللہ علیہ کی تقاریر بھی شامل تھیں کو جلا دے اور فوراً گھر خالی کر کے کہیں نکل جائے ایک روز طیبہ نے جب دیکھا کہ ابراہیم مقررہ وقت پر گھر نہیں پہنچا ہے تو اس نے ان تمام دستاویزات کو جلا دیا جن سے ان کے انقلابی نظریات اور کاموں کا پتا چلتا ہوتا کہ یہ دستاویزات ساواک کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اب اس کے گھر کی بھی نگرانی شروع ہو چکی ہے۔دوسرے روز طیبہ اپنے بھائی مرتضٰی سے مخصوص مقام پر ملاقات کے لیے پہنچی اور مرتضی کو ابراہیم کے گھر نہ پہنچنے کی بات بتائی اسطرح طیبہ کا بھائی بھی ساواک کی نظروں میں آگیا طیبہ واپس گھر آئی اور جو اسلحہ گھر میں تھا اسے چھپانے لگی اتنی دیر میں ساواک نے طیبہ کے گھر پر حملہ بول دیا طیبہ بندوق کی آخری گولی تک اپنا دفاع کرتی رہی مگر بالآخر اپنے چار مہینے کے بیٹے مہدی کے ساتھ ساواک کے ہاتھوں گرفتار کر لی گئی۔

طیبہ کو گرفتار کرنے کے بعد ساواکی طیبہ کے بھای کے گھر پہنچے جہاں طیبہ کا بھائی مرتضٰی اور اس کی بیوی فاطمہ ساواکیوں کے سامنے دو گھنٹے کی شدید مقاومت کے بعد زخمی حالت میں گرفتار کر

لیے گئے۔طیبہ کواس کے چار ماہ کے فرزند کے ساتھ تبریز کی جیل میں منتقل کر دیا گیا۔دوتین روز وہاں طیبہ سے پوچھ گچھ ہوتی رہی۔مگر جب طیبہ سے کچھ نہ اگلوا سکے تو تہران میں ساواک کی مرکزی جیل بھجوادیا گیا۔وہاں طیبہ کی ملاقات اسکے شوہر سے کروائی گی جوساواک کے شکنجوں کے زیر اثر جاں بلب ہو چکا تھا۔وہاں طیبہ کو بھی سخت ترین جسمانی ایذائیں دی گئیں اور پھران ایذا رسانی کی تاب نہ لا کر طیبہ اوراس کے شوہر جام شہادت نوش کر گئے۔مگران کی شہادت کی خبر کو مخفی رکھا گیا۔

اوران کے جنازے بجائے گھر والوں کی تحویل میں دینے کے سرد خانے میں ڈال دیئے گئے۔اسی دوران طیبہ کا بھائی مرتضٰی اور بھابھی فاطمہ بھی ساواک کی ایذاوں کوتحمل نہیں کر سکے اور جام شہادت نوش کر گئے۔اخباروں میں مرتضٰی اوراس کی بیوی کی شہادت کی خبر دی گئی مگر طیبہ اوراس کے شوہر کی شہادت کی کوئی خبر نہ دی۔انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعد طیبہ کے گھر والے طیبہ اوراس کے شوہر ابراہیم کی شہادت سے مطلع ہوے۔طیبہ کے چار ماہ کے بیٹے کو ساواکیوں نے یتیم خانے کے حوالے کر دیا تھا۔وہاں یہ بتایا گیا کہ اس بچے کے ماں باپ بہت زیادہ منشیات کے استعمال کرنے کی وجہ سے مر چکے ہیں۔ساواکیوں نے اس بچے کا نام بدل کر مہدی سے شہرام رکھ دیا۔تا کہ یہ بچہ بڑا ہو کر اپنا تشخص کھو بیٹھے۔انقلاب کی کامیابی کے بعد طیبہ اور ابراہیم کے گھر والوں نے بہت زیادہ بھاگ دوڑ کی اور دو سال کی کوششوں کے بعد بالآخر طیبہ کے بچے کو ڈھونڈ نکالا۔اس معصوم بچہ جو ماں



باپ کے سائے سے محروم ہو چکا تھا دادا اور دادی کے زیر سایہ پرورش پائی۔

جس دوران امام خمینی رحمتہ اللہ علیہ جلاوطنی کی زندگی گزار رہے تھے طیبہ کے والد جو عالم دین بھی تھے انقلابی جدوجہد میں مصروف تھے۔طیبہ کی والدہ بھی ایک دیندار خاتون تھیں اوراپنے شوہر کے ساتھ انقلاب کی راہ ہموار کرنے میں برابر کی شریک تھیں۔اسی وجہ سے کئی بار ساواکی ان کے گھر کی تلاشی لینے ان کے گھر میں گھس چکے تھے۔کئی بار طیبہ کے والد کو بھی پوچھ گچھ کے لیے لے جا چکے تھے۔طیبہ بچپن سے یہ سب دیکھ رہی تھی اسی لیے بچپن سے ہی امام خمینی رحمتہ اللہ علیہ سے محبت اور ظلم کے خلاف نفرت اس کے دل میں بیٹھ گئی تھی۔طیبہ دیکھ رہی تھی کہ ماں باپ اکثر روزے سے ہوتے ہیں۔لہذا اس نے بھی چھ سال کی عمر میں پہلا روزہ رکھا اور پھر یکے بعد دیگرے پندرہ روزے رکھے۔ ماں نے کہا: طیبہ تم پہ روزے واجب نہیں ہیں ہفتہ میں ایک روزہ رکھ لیا کرو اس طرح بیمار ہو جاؤ گی۔طیبہ نے جواب میں کہا: میں نے آٹھ روزے امام خمینی کی سلامتی اور سات روزے اپنے بابا کی صحت وسلامتی کے لیے رکھے ہیں۔ شہیدہ طیبہ واعظی کی والدہ سے نقل ہے ۱۹۶۴ء میں اور شہروں کی طرح قم میں بھی شاہ کی حکومت اور انقلابیوں کے درمیان جھڑپیں اپنے عروج پر تھیں۔جتنے بھی نعرے شاہ کے خلاف اور امام خمینی کی حمایت میں لگائے جاتے سب طیبہ کو یاد ہو گئے تھے۔طیبہ صحن میں گول گول گھومتی رہتی اور نعرے لگاتی جاتی۔میں اس کو چپ کراتی اور کہتی: ساواکی باہر ٹہل رہے

ہیں اگر انہوں نے سن لیا تو تمہیں پکڑ کر لے جائیں گے۔ مگر طیبہ اپنی دھن میں رہتی۔

ایک بار طیبہ اسی طرح نعرے لگاتی صحن میں چکر لگا رہی تھی کہ ٹھوکر کھا کر گری چہرہ زخمی ہو گیا اور ناک میں سے خون آنے لگا۔ میں نے کہا! دیکھا میں تمہیں منع کرتی ہوں تم نہیں سنتیں اب زخمی ہو گئیں کتنا خون نکل رہا ہے، طیبہ نے فوراً کہا: ماما! خدا نہ کرے جو یہاں میرا خون بہے۔ میرا خون تو امام خمینی کے لیے بہنا ہے۔ طیبہ اگر چہ بہت چھوٹی تھی مگر یہ بات سمجھ گئی تھی کہ امام خمینی کوئی بہت اہم اور عظیم شخصیت ہیں۔ اسی لیے امام کی محبت اس کے دل میں پروان چڑھ رہی تھی۔ وہ یہ بات سمجھ گئی تھی کہ اسے کس طرح بڑے ہونا ہے۔ طیبہ جب پانچ سال کی تھی ایک روز مجھ سے کہا: امی جان مجھے بھی چادر بنا کر دیں میں بھی آپ کی طرح حجاب کروں گی۔ میں نے اسے چھوٹی سی کالی چادر بنا کر دی۔ طیبہ جہاں بھی جاتی یہ چادر پہن کر جاتی اور اپنا چہرہ بھی پورا چھپا لیتی۔ میں اس سے کہتی: طیبہ! اپنا چہرہ اتنا ڈھانپ کر مت چلو گر پڑو گی، چوٹ لگ جائے گی تو طیبہ جواب دیتی میرا چہرہ نامحرم دیکھیں اس سے میرا گر جانا بہتر ہے۔ اور یہ بات طیبہ نے اسوقت کہی جب وہ صرف پانچ سال کی تھی۔

شہیدہ طیبہ کی والدہ سے نقل ہے:

طیبہ نے بچپن سے ہی ظلم کے خلاف جدوجہد کا آغاز کر دیا تھا۔ جیسے جیسے طیبہ بڑی ہو رہی تھی شہید مطہری کی کتابوں کے مطالعے اور مذہبی پروگراموں میں شرکت کے باعث پوری آگاہی کے



ساتھ وارد عمل ہو چکی تھی۔ طیبہ کا بھائی مجھ سے کہتا: امی جان: طیبہ بہت سمجھدار اور ہوشیار ہے۔ میں جب بھی سیاسی حوالے سے کسی مشکل میں پھنس گیا ہوں اور طیبہ سے مشورہ کیا ہے تو طیبہ نے ہمیشہ ایسی راہِ حل میرے سامنے رکھی کہ پہلے میرے ذہن میں نہیں آئی تھی اور ہمیشہ نتیجہ مثبت نکلا ہے۔ شہیدہ طیبہ کی والدہ نے مزید بتایا طیبہ جب ساتھ سال کی تھی میرے ساتھ قالین بنواتی اور کہتی امی جان! میں دن میں جب قالین بننے کے لیے بیٹھتی ہوں تو اس کے پیسے میرے جہیز کے لیے رکھ دیں۔ اور رات میں جو قالین بنتی ہوں اس کے پیسے امام خمینی کے لیے جمع کر لیں۔ جب امام خمینی رحمتہ اللہ علیہ ایران واپس آئیں گے تو میں اپنے جمع کیے ہوئے پیسوں سے ان کے قدموں میں بکرا قربانی کروں گی۔ مغرب وعشا کی نماز پڑھ کے طیبہ پورے ذوق وشوق کے ساتھ قالین بننے بیٹھتی اور رات بارہ بجے تک قالین بنتی رات میں قالین بننے کی اجرت زیادہ تھی ہر رات کے اسے چار تومان ملتے۔ طیبہ یہ سب پیسے میرے پاس رکھواتی اور میں اس میں سے کچھ پیسے اسے خرچ کے لیے دیتی تو وہ اپنے لیے کچھ بھی نہیں لیتی بلکہ سب غریب بچوں کے لیے چیزیں خرید کر خرچ کر دیتی۔ ہمیں طیبہ کے اس ایثار، ہمدردی اور شعور کو دیکھ کر بہت حیرانی ہوتی تھی ہمیں لگتا ہی نہ تھا کہ وہ ابھی صرف سات سال کی ہے وہ اپنی عمر کے بچوں سے کہیں زیادہ سمجھدار تھی۔ سات سال میں ہی وہ قران حفظ کر چکی تھی اور اسکول میں بھی انتہائی منظم اور ذہین شاگردوں میں شمار ہوتی تھی۔ اس کی اس بردباری اور سمجھداری

کو دیکھتے ہوئے ہم نے تیرہ سال کی عمر میں ہی اس کی شادی کر دی۔شہیدہ طیبہ کی والدہ نے بتایا: طیبہ جب چھوٹی تھی ایک بار عید نوروز کے موقع پر میں نے طیبہ کے لیے بہت خوبصورت فراک خریدی جس پر سرخ وسفید پھول بنے ہوئے تھے۔طیبہ یہ فراک دیکھ کر بہت خوش ہوئی خوشی خوشی اسے پہن کر اپنے بھائی کے ساتھ باہر گئی اورتھوڑی دیر میں گھر میں آئی اور وہ فراک اتار کر رکھ دیا۔میں نے پوچھا: طیبہ سب بچوں نے نئے کپڑے پہنے ہوئے ہیں تم نے اپنی فراک کیوں تبدیل کر لی؟ طیبہ نے جواب دیا امی جان میں یہ نئے کپڑے پہن کر باہر جاوں گی تو جن بچوں کے امی اور بابا نہیں ہیں یا وہ بچے جن کے امی بابا ان کے لیے نئے کپڑے نہیں خرید سکتے مجھے نئے کپڑے پہنے دیکھ کر انکا دل بھی چاہے گا۔میں نہیں چاہتی انکا دل ٹوٹ جائے۔میں ان بچوں کا دل ٹوٹتے نہیں دیکھ سکتی۔لہٰذا یہ پرانے کپڑے ہی صحیح ہیں۔اس کے بعد سے طیبہ نے کبھی عید پر نئے کپڑے نہیں پہنے۔وہ ہمیشہ یہی کہتی: جب میرے ملک کے سارے بچے عید کے دن نئے کپڑے پہنیں گے تو میں بھی پہن لوں گی۔شہیدہ طیبہ کی والدہ نے طیبہ کی شادی کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ طیبہ کی شادی پر اس کے سب کزنز مل کر ہلہ گلہ کرنا چاہتے تھے۔طیبہ نے سب کو سختی سے منع کر دیا اور کہا میں قصیدے کا مصرہ پڑھتی ہوں تم اٹھانا۔پھر طیبہ نے پڑھنا شروع کیا یا دائم الفضل علی البریۃ، یا باسط الیدین بالعطیۃ،صل علی محمد و آل محمد اس طرح طیبہ نے محمد و آلِ محمد کے پاک ناموں سے اپنی مشترکہ زندگی کا آغاز کیا۔



شہیدہ طیبہ واعظی کی والدہ کہتی ہیں طیبہ کی شادی کو ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ طیبہ نے مجھ سے کہا امی جان! اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے جہیز کی چیزیں غریب لڑکیوں کے جہیز کے لیے دے دوں میں نے جواب دیا سب چیزیں تمہاری ملکیت ہیں تم ان کا جو چاہو کرو مگر اندر سے میرا دل اس بچی کو دیکھ کر افسردہ ہو جاتا تھا کہ اتنی چھوٹی عمر سے ہی اس نے دنیاوی خواہشات سے ہاتھ اٹھا لیا۔طیبہ میں روحانی پاور بہت زیادہ تھی اس کی خواہشات محدود تھیں۔طیبہ نے اپنے جہیز کی تمام چیزیں غریب گھر کی لڑکیوں کے جہیز کے لیے اٹھا کر دے دیں۔اور خود اسی طرح قالین بننے کا کام کر کر کے غریب گھرانوں کی مدد کرتی رہی۔طیبہ کی والدہ نے پچھلی یادوں کو دہراتے ہوئے بتایا: ایک روز طیبہ ہم سے ملنے آئی تو میں نے دیکھا کہ اسکے چہرے پر نیل پڑا ہوا ہے اور ایک طرف سے چہرہ سوجا ہوا ہے۔میں تڑپ گئی میری معصوم سی بچی کا یہ حال کس نے کیا۔میرے اصرار پر طیبہ نے بتایا کہ ساواکی ان کی نگرانی کر رہے تھے۔ایک روز وہ تلاشی لینے گھر میں گھس آئے ابراہیم گھر میں نہیں تھے۔طیبہ نے امام خمینی کے بیانات پر مبنی پمفلٹ بچے کے لباس میں چھپا کر بچے کو گود میں اٹھا لیا۔ ساواکیوں کو جب گھر کی تلاشی میں کچھ ہاتھ نہیں آیا تو وہ جھنجلا گئے اور طیبہ کے چہرے پر مکا مار کر اس کا چہرہ زخمی کر دیا۔کافی عرصے تک یہ نیل طیبہ کے چہرے پر پڑا رہا میں نے اپنے طور سے طیبہ کو سمجھانے کی کوشش کی مگر طیبہ نے کہا میں جس راہ کا انتخاب کر چکی ہوں اس سے پیچھے نہیں ہٹوں گی چاہے اس

راہ میری جان چلی جائے۔شہیدہ طیبہ کی والدہ نے مزید بتایا۱۹۷۶ء میں انقلابی کاروائیاں اپنے عروج پرتھیں اسی کے ساتھ پکڑ دھکڑ بھی جاری تھی۔طیبہ کے گھر بھی ہر دوسرے دن چھاپے پڑ رہے تھے۔ان کے گھر کی کڑی نگرانی کی جارہی تھی۔اسی وجہ سے انہوں نے فی الحال اپنی سرگرمیاں روکی ہوئی تھیں ایسے میں طیبہ کے شوہر نے فیصلہ کیا کہ خفیہ زندگی شروع کی جائے تا کہ انقلابی سرگرمیوں میں پھر سے حصہ لے سکیں اور جب طیبہ کے شوہر نے طیبہ سے پوچھا کہ کیا وہ ایک اسلامی انقلاب لانے کے لیے یہ قربانی دینے کے لیے تیار ہے کہ گمنامی کی زندگی گزاری جائے تو طیبہ نے بخوشی اس فیصلے کا استقبال کیا۔انہوں نے تبریز کے ایک دورافتادہ علاقے میں ایک چھوٹا سا گھر کرایہ پر لے لیا۔ میں طیبہ کے لیے اتنی زیادہ پریشان رہنے لگی کہ ہر وقت اسے یاد کرکے گریہ کرتی۔میں بستر سے لگ گئی تھی۔مجھے میرا بیٹا صرف یہی بتاتا کہ وہ لوگ خیریت سے ہیں مگر میں کہتی : جب تک میں اسے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لوں گی مجھے چین نہیں آئے گا۔یہ ساواکی بہت جلاد ہیں۔یہ میرے بچوں کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔یہ ساواکی بہت جلاد ہیں۔شہیدہ طیبہ واعظی کی والدہ کہتی ہیں مرتضٰی (طیبہ کے بھائی) نے جب میری حد سے بڑھتی بےقراری دیکھی تو ایک روز مجھ سے کہا کہ آپ طیبہ سے امام زادہ پہ مل لیں۔میں جب وہاں پہنچی تو ایک خاتون مجھے اپنی سمت آتی دکھائی دی۔اسکی گود میں بچہ تھا اوراس نے انتہائی پرانی اور پیوندلگی چادر پہنی ہوئی تھی چادر پہ جگہ جگہ پیوند لگے تھے۔وہ خاتون میرے



پاس آئی اور میرے گلے لگ گئی۔ہاں وہ میری طیبہ تھی۔میری پھول سی بیٹی کتنا مرجھا گئی تھی۔میں اس کا یہ حال دیکھ کر بے تحاشہ رونے لگی۔میرا دل کٹا جارہا تھا۔طیبہ نے میرے آنسو پونچھے اور صرف ایک جملہ مجھ سے کہا امی جان میرے لیے اتنی بے قراری نہ کریں۔دعا کریں خدا مجھے شہید اس دنیا سے اٹھائے۔بس وہ طیبہ سے میری آخری ملاقات تھی۔طیبہ نے مجھے ایک خط لکھ کر بجھوایا اس میں لکھا کہ؛امی جان!ہماری واپسی کی دعا مت کریں ہم جس راستے کا انتخاب کر چکے ہیں واپسی ناممکن ہے اوراس راستے کا اختتام صرف موت ہے کیونکہ ہمیں کچھ نہیں معلوم کہ کب تک ظلم کے مقابل ڈٹے رہنا ہے،ہم اگر اس راہ کو چھوڑ بھی دیں اور بے اعتنا ہو جائیں،کسی کے دکھ کو محسوس کیے بغیر اپنی دنیا میں مگن ہو جائیں۔تو کیا ایسی زندگی کا کوئی فائدہ ہے؟ آج اسلام کو ہماری ضرورت ہے۔ہمارے خون کی ضرورت ہے۔ہمارا خون اسلام کی راہ میں بہہ جانا چاہئے۔شہیدہ طیبہ کی والدہ نے مزید بتایا کہ طیبہ کی شہادت کے بعد ایک روز طیبہ کی مالک مکان ہم سے ملنے آئیں۔انہوں نے ہمیں طیبہ کے حوالے سے بتایا کہ طیبہ اتنی باحیا اور غیرت مندلڑکی تھی کہ ہمارے گھر کے مرد طیبہ کو دیکھ کر اس کے احترام میں نگاہوں کو جھکا لیتے تھے۔ایک روز طیبہ ہمارے گھر آئی ہمارے گھر کچھ مہمان آئے ہوئے تھے۔ہمارے سر کھلے ہوئے تھے۔طیبہ نے ہمیں اس طرح دیکھ کر نصیحتیں کیں اور ہمیں حجاب کے موضوع پر قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں اسکے لہجہ اور گفتگو کا انداز اتنا دلنشین تھا کہ اسکی بات ہمارے

دل میں اترتی چلی گئی۔ اس دن کے بعد سے کبھی کسی نے ہمارا سر کھلا نہیں دیکھا اور جب ساواکی طیبہ کے ہاتھ میں ہتھکڑی ڈال کر اسے لے جا رہے تھے اور اس کی چادر کھینچ رہے تھے تو وہ چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی مجھے مار ڈالو مگر میری چادر مت کھینچو۔ اور اسکی چادر سر پر سے ڈھلک کر زمین پر گھسٹتی جا رہی تھی۔

شہیدہ طیبہ واعظی اور ان کے شوہر ابراہیم کی شہادت کے بعد ان کے ننھے بچے مہدی کو ساواکیوں نے یہ کہہ کر یتیم خانے کے حوالے کر دیا کہ اس بچے کے والدین منشیات کے بے تحاشہ استعمال کی وجہ سے مر چکے ہیں اور یہ لاوارث ہے۔ ساواکیوں نے مہدی کو تبریز کے ہی یتیم خانے میں ڈالا تھا مگر یہ جلاد اتنے بے رحم تھے اور انقلابیوں سے اتنا کینہ رکھتے تھے کہ انہوں نے کچھ عرصے کے بعد مہدی کو تبریز کے یتیم خانے سے نکال کر تہران کے یتیم خانے میں بھیج دیا تا کہ مہدی کے رشتہ دار اسے نہ ڈھونڈ سکیں۔ ان جلادوں نے کئی بار مہدی کو بیچنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہو سکے۔ مہدی کو خدا نے اس کے عزیزوں سے ملوا دیا مہدی کی پرورش اسکے دادا اور دادی نے کی۔

دادا نے مہدی کو ایک بہترین انسان بنا کر معاشرے کے حوالے کیا۔ آج مہدی! ایران میں ڈاکٹر مہدی جعفریان کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ یہ تہران میں مشہور dentist ہیں۔ اور باعزت زندگی گزار رہے ہیں۔ ڈاکٹر مہدی جعفریان سے انٹرویو کا کچھ حصہ پیش خدمت ہے۔



جناب مہدی آپ کو کس طرح سے ڈھونڈا؟ جب کہ ساواکی آپ کا نام بھی بدل چکے تھے۔

ڈاکٹر مہدی نے جواب میں بتایا: اس زمانے میں تہران میں دو ہی یتیم خانے تھے۔ مجھے تو یاد نہیں مگر میرے دادا نے بتایا کہ: کیونکہ ساواکیوں نے تمہارا نام بدل دیا تھا اس لیے تمہاری جستجو میں ہمیں بہت مشکل ہو رہی تھی۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ تمہیں تہران کے یتیم خانے میں منتقل کر دیا ہے ہم نے تہران میں تمہاری تلاش شروع کی ساواکیوں کے پاس سے ملنے والی فائلوں سے تمہارا نام بدل جانے کا بھی پتا چلا۔ ہم نے تہران کے یتیم خانوں میں تمہارا حلیہ اور نام بتایا۔ میرے دادا نے بتایا کہ مجھے جب پتا چلا کہ تم اور دو تین بچوں کو اور فلاں تاریخ میں یتیم خانے لائے تھے۔ مجھے ان دو سالوں میں تمہاری شکل زیادہ یاد نہیں رہ گئی تھی میں نے فیصلہ کیا کہ جو بچہ سب سے پہلے دوڑ کر میرے پاس آئے گا میں اسی کو اپنا پوتا مان لوں گا۔ جب وہ تمہیں اور دو تین بچوں کو اور لے کر آئے ان بچوں میں سے صرف تم دوڑ کر مجھ سے لپٹ گیے جیسے سالوں سے مجھے جانتے ہو۔ پھر تحقیقات سے اور مختلف ٹیسٹ وغیرہ سے پتا چلا کہ تم ہی ہمارے فرزند ہو۔

جناب مہدی آپ کی جستجو دو سال بعد شروع ہوئی اس سے پہلے آپ کو کیوں نہیں ڈھونڈا؟

میرے والد ابراہیم جعفریان میرے دادا کو وصیت کر کے گئے تھے کہ اگر ہم لوگ ساواک کے ہاتھوں گرفتار ہو جائیں تو انہیں لینے کے لئے ساواک کی منت سماجت نہ کریں۔ اور نہ ہی ان کے

آگے گریہ وزاری کریں۔ اسی وجہ سے میرے دادا صبر کر کے بیٹھے رہے۔ میرے دادا کو بھی میرے والدین کی کچھ خبر نہ تھی۔ انقلاب کی کامیابی کے بعد جب میرے دادا کو میرے والدین کی شہادت کی خبر ملی اور یہ پتا چلا کہ مجھے یتیم خانے میں ڈال دیا ہے۔ اور امام خمینی رحمتہ اللہ علیہ کو بھی ہمارے حالات کا بتایا گیا تو انہوں نے حکم دیا کہ ہر حال میں بچے کو تلاش کیا جائے اور میرے والدین کے جنازوں کو بھی ڈھونڈ نکالا جائے اور ان کے جنازوں کو بہشت زہرا میں دفن کیا جائے۔ اس طرح میرے دادا اور باقی لوگوں نے میری تلاش شروع کردی اور دو سال کی جدوجہد کے بعد جب میں چار سال کا تھا اپنے عزیزوں کے درمیان واپس آ گیا۔

جناب مہدی! آپ کو اپنے والدین کی کمی محسوس ہوئی؟

جناب مہدی نے جواب دیا: اگرچہ میری دادی نے مجھے ماں جیسی محبت دی اور دادا نے میری تربیت میں کوئی کمی نہیں کی مگر مجھے ہمیشہ اپنی ماں کی کمی محسوس ہوئی میرا دل آج بھی اپنی ماں کے لیے بے چین رہتا ہے وہ بہت مظلومیت اور بے کسی کے ساتھ اس دنیا سے گئیں۔

جناب مہدی جعفریان نے کہا: مجھے اپنے والدین پر فخر ہے۔ اور میری کوشش ہے کہ ان کے راستے پر عمل پیرا رہوں۔ میں تبریز سے تہران اسی لیے رہائش پذیر ہوا کہ میرے والدین یہاں بہشت زہرا میں دفن ہیں۔ میں ان کے نزدیک سکون محسوس کرتا ہوں۔ جب بھی کوئی مشکل ہو ماں کی



قبر پہ جاتا ہوں اور ان سے دعا کرنے کو کہتا ہوں۔ یقیناً یہ میری ماں کی دعاؤں کا ثمر ہے کہ آج میں اس مقام پر ہوں۔

(جو لوگ خاک کو کیمیا کر گئے اے کاش ایک نیم نگاہ ہم گنہگاروں پر بھی ڈال دیں۔)